تحریکِ ختمِ نبوّت

شورش کاشمیری

تحریکِ ختمِ نبوّت

(۱۸۹۱ سے ۱۹۷۴ء تک)

شورش کاشمیری

مطبوعاتِ چٹان — میکلوڈ روڈ لاہور

واحد تقسیم کنندگان : الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
[illegible] لاہور

مارچ 2003ء

کتاب	:	تحریک ختم نبوت
مصنف	:	شورش کاشمیری
مطبع	:	تعریف پرنٹرز' لاہور
ناشر	:	مطبوعات چٹان لاہور
اشاعت	:	چہارم
قیمت	:	-/125 روپے

واحد تقسیم کنندگان: الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

سزا اس بنا پر عمر قید میں بدل گئی کہ وہ موت کو پیار کرتے تھے اور شہادت کی لگن میں ان کا وزن بڑھ گیا تھا۔ انگریز محسوس کرتا تھا کہ جہاد کا شعلہ کسی وقت بھڑک سکتا ہے۔ گو انگریزوں نے پنجاب کے بل پر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کو ختم کیا اور تجربہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ اس صوبہ کا سپاہی اس کے لیے بہت بڑی متاع ہے۔ لیکن برطانوی استعمار کے آئندہ ارادے مُسلمان رعایا کو جس سانچہ میں ڈھالنا چاہتے تھے، ان کا خاکہ عجیب و غریب تھا۔ خلافتِ عثمانیہ، برطانیہ اور اُس کے نصرانی اتحادیوں کی نگاہ میں تھی اور وہ اس کی بندر بانٹ کا منصوبہ تیار کر چکے تھے۔ ان کے پیشِ نظر ترکوں اور عربوں کو ایک دُوسرے سے بھڑانا ہی نہیں تھا بلکہ عربوں کو مختلف ریاستوں میں بانٹ دینے کا منصوبہ ان کے ذہن میں تھا۔ اس منصوبہ کے لیے پنجابی سپاہی منتخب کیا گیا۔ پنجاب کی سرحدوں سے ملحق سرحدی صوبوں میں رُوحِ جہاد کا ولولہ باقی تھا۔ اس سے آگے افغانستان اور ایران واقع تھے۔ ان سے پیوست اسلامی ریاستوں کا سلسلہ تھا۔ ان مملکتوں کے شانہ پر رُوس تھا اور اس کو برطانوی عملداری اپنے لیے خطرہ محسوس کرتی تھی۔ انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کرتے ہی قبائلی علاقے کو مطیع و منقاد کرنے کے لیے ہمہ جہت کوشش کی۔ بیل منڈھے نہ چڑھی تو لارڈ کرزن نے اس پالیسی کو بدل ڈالا۔ قبائلی خوانین کے وظیفے مقرر کیے، افغان ملیشیا کی نیو اٹھائی اور ۱۹۰۱ء میں سرحد کے موجودہ اضلاع کو پنجاب سے الگ کر کے علیحدہ صوبہ بنا دیا۔ ڈاکٹر ہنٹر نے "مسلمانانِ ہند" میں لکھا ہے کہ "وہ ان علاقوں میں مذہب کے دیوانوں کو سر نہیں کر سکتے اور نہ انہیں گھروں میں واپس لا سکتے ہیں۔ ان میں جہاد کا شعلہ سرد نہیں ہوا۔ ان پر مذہبی دیوانوں اور جہادی ملاؤں کا اثر نہایت قوی ہے اور وہ کسی لحظہ بھی ان کے جذبات کا آتشکدہ بھڑکا سکتے ہیں۔"

انگلستان کی حکومت نے ہندوستان سے برطانوی عمال کی ان یادداشتوں کا جائزہ لینے اور صورتحال کا بلا واسطہ مطالعہ کرنے کے لیے ۱۸۶۹ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، بعض انگلستانی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جا سکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سلب کر کے انہیں کس طرح رام کیا جا سکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔ جن ارکان نے THE ARRIVAL OF BRITISH EMPIRE IN INDIA "ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد" کے عنوان سے رپورٹ لکھی، انہوں نے لکھا کہ :

"ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونیکا دعویٰ کرے، تو اس شخص کی نبوّت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کیلئے مفید عام لیا جا سکتا ہے۔" (تلخیصات)

میرزا غلام احمد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ (پنجاب) کی کچہری میں ایک معمولی تنخواہ پر (۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء) ملازم تھے۔ آپ نے ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم۔ اے سے رابطہ پیدا کیا۔ وہ آپ کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرخانہ بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن واپس جانے سے پہلے آپ سے تخلیہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا، اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر میرزا صاحب استعفیٰ دیکر قادیان آگئے۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد، مذکورہ وفد ہندوستان پہنچا اور لوٹ کر محولہ رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا صاحب نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔

برطانوی ہند کے سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے میرزا صاحب نبوّت کے لیے نامزد کیے گئے۔

میرزا صاحب کی پہلی تصنیف براہینِ احمدیہ (صفحات ۵۶۲) چار حصّوں میں شائع ہوئی۔ ۱۸۸۰ء میں پہلے دو حصّے میں شائع ہوئے۔ ۱۸۸۲ء میں تیسرا اور ۱۸۸۴ء میں چوتھا۔ آپ کے دوسرے بیٹے میرزا بشیر احمد ایم۔ اے کی تالیف سلسلہ احمدیہ کے مطابق آپ کو ماموریت کا تاریخی الہام مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ اس سے پہلے آپ نے ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا اعلان کیا اور اپنے مجدّد ہونے کا نادِ پھونکا۔ دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں بعیت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کی خبر دی اور ظلّی نبی ہونے کی اصطلاح ایجاد فرمائی۔ پھر ۱۹۰۱ء میں نبوّت کا دعویٰ کیا اور نومبر ۱۹۰۴ء میں کرشن ہونے کا اعلان فرمایا۔ یہی وہ سال تھے جب انگریزی سیاست اپنے استعماری عزائم کو پروان چڑھانے کے لیے پنجاب اور سرحد کے مسلمانوں کا شکار کر رہی تھی۔ اور اس کے سامنے بیرون ہندوستان کی مسلمان ریاستوں کو اپنے دام میں لانے کا منصوبہ بھی تھا۔ میرزا غلام احمد ان چاروں نکات کے جامع ہو کر سامنے آتے، جو انگریزوں کے ذہن میں تھے۔ اُنہوں نے انگریزی سلطنت کے استحکام و طاعت

کی بنیاد ہی اپنے الہام پر رکھی۔ اور ایک نبی کا روپ دھار کر انگریزی سلطنت کی وفاداری سے انحراف کو جہنم کی سزا کا مستحق قرار دیا۔ اپنی ربانی سند کے مفروضہ پر جہاد کو منسوخ کر ڈالا۔ اور ان لوگوں کو حرامی قرار دیا جو اس کے بعد جہاد کا نام لیتے یا اس کی تلقین کرتے تھے۔

ہندوؤں میں آریہ سماج ایک پروگریسو فرقہ اُٹھ رہا تھا، سوامی دیانند اس کے بانی تھے۔ میرزا صاحب نے اس فرقہ کو ہدف بنا کر ہندو دھرم پر رکیک حملے کیے۔ نتیجتہً آریہ سماج نے رسولِ اکرمؐ اور قرآن و اسلام کے خلاف دریدہ دہنی کا آغاز کیا۔ اسی طرح میرزا صاحب نے عیسائی مشنریوں کے خلاف یدھ رچایا، حضرت مسیح سے متعلق نازیبا زبان استعمال کر کے محمد عربی (فداہ اُمی و ابی) کے خلاف مشنریوں کی زبان کھلوائی؛ نتیجۃً پنجاب کے مسلمان جہاد سے روگرداں ہو کر ہندو دھرم اور عیسائی مذہب سے نبرد آزما ہو گئے۔ محاذ کا رُخ پلٹ گیا۔ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے خود مسلمانوں میں ایک ایسا محاذ کھل گیا کہ علماء کے لیے ختمِ نبوت کا مسئلہ، حفظِ ایمان کے لیے ضروری ہو گیا۔ میرزا صاحب نے مسلمانوں کے حصارِ وحدت کو منہدم کرنے کے لیے ایک ایسی کدال اُٹھائی، کہ وہ انگریزوں کے خنجر کو بھول کر اس کدال کے پیچھے پڑ گئے۔ گو مسلمانوں کے ہر دائرہ میں انگریزوں کی ہر خواہش پورا کرنے کے لیے مختلف افراد پیدا ہو چکے تھے، لیکن مرزا صاحب اس رعایت سے ان سب کے جامع تھے کہ جہاں انگریز اپنا قلعہ مضبوط رکھنا چاہتا تھا، وہاں مرزا صاحب نے "حواری نبی" ہونے کا دعویٰ کر کے اس ضرورت کا سفر شروع کیا۔ اُدھر علماء کے محاسبہ سے مرزا صاحب کی شہرت کا آغاز ہو گیا۔ اور یہی وہ چاہ رہے تھے؛ ورنہ مرزا صاحب خود حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۱۱ پر تسلیم کرتے ہیں کہ؛

> "ہماری معاش کا دارومدار والد کی ایک مختصر آمدنی پر تھا۔ اور بیرونی لوگوں میں ہمیں ایک شخص بھی نہیں جانتا تھا۔ میں ایک گمنام انسان تھا، جو قادیان جیسے ویران گاؤں کے زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔"

مرزا صاحب نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کی آڑ میں مسلمانوں سے چندہ مانگنا شروع کیا، تو تین لاکھ سے زائد روپیہ جمع ہو گیا۔ (حقیقۃ الوحی) اپنے الہامات کو مدار بنا کر انگریزی حکومت کی تائید و حمایت میں اس قدر کتابیں لکھیں کہ "تریاق القلوب" مصنفہ میرزا غلام احمد) صفحہ ۱۵ کے مطابق وہ تمام کتابیں اکٹھی کی جائیں تو ان سے ۵۰ الماریاں بھر سکتی ہیں۔ انگریز اسلامی ملکوں میں اپنے آئندہ منصوبوں